رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ٥

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نکیا لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام مسیح موعود)

الفضل

چندہ غیر ممالک سے

سات پرچے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہونچاؤں گا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

فہرست مضامین

جلد ۴ | ۳۱ مارچ و ۳ اپریل ۱۹۱۷ء | ہر شنبہ | مطابق ۸-۱۱ جمادی الاخری ۱۳۳۵ سنہ ہجری | نمبر ۷۷-۷۸

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح بفضل خدا خیریت سے ہیں۔ اور مردوں اور عورتوں میں درس قرآن کریم دیتے ہیں ۞

ہائی سکول اور مدرسہ احمدیہ سالانہ امتحانات کے بعد کچھ دنوں کے لئے بند ہو گئے ہیں۔ اکثر طلباء گھروں کو چلے گئے ہیں۔ ہائی سکول ۱۵ اور مدرسہ احمدیہ ۱۴- اپریل کو کھلیگا احباب کو چاہیئے کہ اپنے بچوں کو جو اس سال سے داخل مدرسہ کرانے ہوں۔ ۱۵ اپریل ۱۹۱۷ء تک یہاں بھیجدیں جیسا آپ ہی کے اخبار میں جناب ہیڈ ماسٹر صاحب کیطرف سے اطلاع بھی شائع کی جاتی ہے ۞

مختلف مقامات پر جو احباب برائے تبلیغ گئے تھے واپس آگئے ہیں

اطلاع: منیجر صاحب کو بعض مشکلات پیش آجانے کی وجہ سے دو اکٹھے پرچے ذرا دیر سے شایع ہو رہے ہیں احباب معاف فرمائیں

اخبار احمدیہ

کوائف برہمن بڑیہ — جناب مولوی سید عبد الواحد صاحب

برہمن بڑیہ سے ۱۳ کس جدید کے سلسلہ حقہ میں داخل ہونے کی اطلاع دیتے ہیں۔ نیز تحریر فرماتے ہیں کہ موضع یا شارہ وک میں جو غیر احمدیوں نے رحمت علی نامی معلم مدرسہ احمدیہ کو تنگ کرنا شروع کیا تھا۔ اس کی مدد کے لئے میں نے اپنے شاگردوں کو بھیجا تھا۔ وہاں کے لوگوں میں مشہور ہو گیا۔ کہ میں خود گیا ہوں۔ اس لئے قرب و جوار کا کوئی مولوی نہ آیا۔ ہاں بعض ایسے مولوی صاحبان جو سلسلہ کے متعلق کچھ واقفیت نہ رکھتے تھے۔ آئے

احمدیہ کانفرنس کا اجلاس

۷-۸-۹- اپریل ۱۹۱۷ء کو قادیان دارالامان میں ہوگا۔ ہر ایک احمدی انجمن کے سکرٹری اور پریزیڈنٹ صاحبان کو ضرور شامل ہونا چاہیئے

مگر وہ کچھ نہیں بولے۔ احمدیوں کو ابلاغ حق کا موقعہ ملا ۞

کپورتھلہ میں تبلیغ — مرزا احمد افضل خان صاحب کپورتھلہ شہر میں تبلیغ میں مصروف ہیں۔ آپ کے وعظ مختلف مساجد اور محلوں میں قریباً روزانہ ہوتے ہیں۔ مضافات میں بھی تبلیغ کے لئے دورہ کیا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ نیک نتائج پیدا کرے ۞

ضلع ہزارہ میں تبلیغ — آج کے اخبار میں موضع کہی ضلع ہزارہ کے ۸ بیعت کنندگان کی فہرست بہت خوشی و مسرت کے ساتھ شائع کی جاتی ہے۔ الحمد للہ کہ اسقدر روحیں تاریکی سے روشنی میں آئیں۔ یہ لوگ ضلع ہزارہ کے ایک غیر مبایع کے زیر اثر تھے۔ اور جیسے سلسلہ کے تازہ اختلافات کا ان

(باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا)

لوگوں سے غیر مبائع پیرایہ میں بیان کر کے ان کو غلطی میں ڈال رکھا تھا۔ خدا جزائے خیر دے۔ صوفی عبد الحق صاحب ایبٹ آباد کو کہ وہ موضع مذکور میں گئے۔ وعظ کئے۔ اور مشعل نور ہدایت دکھا کر گم گشتگان طریق احمدیت کو پھر صراط مستقیم دکھایا۔ جزاہ اللہ فی الدارین خیرا۔ مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ کچھی کے تمام وابستگان دامن خلافت الحاح سے معافی کی التجا کرتے اور دعا کے خواستگار ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کو استحکام بخشے اور مولوی صاحب کی آیندہ کوششوں کو اور بڑھ چڑھ کر بارآور کرے۔ آمین ثم آمین

ضرورت ہے کہ احباب ہر جگہ مولوی عبد الحق صاحب کی طرح کوشش فرمادیں۔ اور غیر احمدیوں کی طرف سرعت سے بڑھنے والوں کو آگ میں گرنے سے بچائیں ✣

قصبہ پورینی نواح بھاگلپور میں مباحثہ

جناب مولوی علی احمد صاحب ایم-اے بھاگلپور سے اطلاع دیتے ہیں کہ حال میں مولوی منعم صاحب اور پورینی کے چند اور لوگوں نے اشتہار دیا۔ کہ مونگھیر کے مقدمہ کے فیصلہ کی خوشی میں مجلس میلاد کی جائیگی اور مرزا صاحب کے خلاف تقریریں بھی کی جائینگی۔ جس کا جواب احمدیوں کی طرف سے اشتہار ہی کے ذریعہ دیا گیا۔ ہولی کی تعطیل میں ان کا جلسہ ہوا۔ جس میں حضرت مسیح موعود کے متعلق ایک غیر احمدی مولوی صاحب نے کچھ بے سروپا اعتراضات کئے۔ اس کے لیکچر کے نوٹ لے لئے گئے۔ اور ان لوگوں کو کہلا بھیجا۔ کہ ہمیں ان اعتراضات کے جواب کا موقعہ دیا جائے دیر تک نامہ و پیام ہونے کے بعد مولانا عبد الماجد صاحب کے مکان پر غیر احمدی لوگوں اور ان کے علماء کا ایک گروہ آیا۔ ان میں ایک صاحب مولوی عبد اللہ تھے۔ جنھوں نے وہاں تقریر کی تھی۔ ان سے کہا گیا۔ کہ آپ اپنے اعتراضات دہرائیں۔ انہوں نے اعتراضات پیش کئے۔ ہماری طرف سے مولانا عبد الماجد صاحب مدظلہ نے ان کے جوابات دیئے دونوں طرف سے تقریریں ہوتی رہیں۔ رات زیادہ گذر گئی تھی جلسہ برخواست ہوا۔ اور یہ قرار پایا کہ کل مغرب کی نماز کے بعد بحث ہو۔ غیر احمدیوں کی طرف سے مولوی عبد الشکور صاحب ایڈیٹر النجم اور احمدیوں کی طرف سے مولانا عبد الماجد صاحب مناظر مقرر ہوئے۔ دوسرے دن جلسہ منعقد ہوا۔ مولوی عبد الشکور صاحب نے اعتراضات کئے۔ جنکے جوابات جناب مولانا عبد الماجد صاحب نے نہایت متانت و سنجیدگی سے دینے شروع کئے۔ اور لوگ ہمہ تن توجہ سے سن رہے تھے۔ مولوی عبد الشکور صاحب نے دیکھا کہ اگر یہی حالت رہی۔ تو ان کا رنگ نہیں جمیگا اس لئے انہوں نے تیسری تقریر میں متانت سے گرا ہوا طرز اختیار کیا۔ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں برا بھلا کہنا اور عوام کو ابھارنا شروع کیا۔ حضرت مولانا مولوی عبد الماجد صاحب نے اس کا جواب شروع ہی کیا تھا۔ کہ انکی طرف سے جلسہ برخاست کر دیا گیا۔ اس پر ہماری طرف سے کہا گیا۔ کہ اگر آپ کا یہی طرز احقاق حق و ابطال باطل کے لئے ہے۔ تو آیندہ کبھی بغیر تصفیہ شرائط بات چیت شروع نہیں کی جائیگی

دوسرے دن مخالفوں نے اپنا الگ جلسہ کیا۔ جس میں احمدیوں کے خلاف بہت کچھ کہا گیا۔ ان سے ہر قسم کے تعلقات لین دین کام کاج غرض ہر قسم کے معاملات کرنے سے لوگوں کو منع کیا گیا ✣

خدا تعالیٰ ان لوگوں کو سمجھ دے کہ خدا تعالیٰ کے بندوں کی دل آزاری کا موجب نہ بنیں ✣

نماز جنازہ

برادر مولوی عبد اللطیف صاحب گنا چور سے ایک خاتون امیر بی بی کی۔ اور ابو محمد صاحب مونگھیر سے۔ برادر اشرف علی صاحب احمدی کے فوت ہونے کی۔ مادر مولوی سید عبد الواحد صاحب برہمن بڑیہ سے ایک سن رسیدہ عورت کی وفات کی اور ڈاکٹر غلام دستگیر صاحب اسسٹنٹ سرجن ملک برہما اپنی بیوی صاحبہ کی فوتیدگی کی اطلاع دیتے ہوئے درخواست نماز جنازہ کرتے ہیں۔ احباب ان مرحومین کا جنازہ غائب پڑھیں ✣

بیعت خلافت

بیعت کنندگان موضع کچھی ضلع ہزارہ

نادر ولد امیر خان صاحب معہ ایک پسر و اہلیہ و دو دختران ۵ نفر
نور عالم ولد ملاں شیر صاحب معہ اہلیہ خود ۲ "
ملاں امان اللہ ولد ہاشم خان صاحب ۱ نفر
محمد عمر خان ولد امان اللہ صاحب معہ دختر خود مسماۃ نفس جان ۲ "
شیر زمان ولد سید خان۔ محمد سعید معہ محمد ایوب خاں و اہلیہ ۴ "
داؤد خان ولد یعقوب خان صاحب ۱ "
شیر خاں ولد ارسلہ خاں۔ عبد الرحمن۔ امیر۔ گل زمان۔ نواب و اہلیہ۔ مسماۃ کرم نور۔ شرف نور دختران ۸ "
بوستان ولد غلام خان صاحب۔ علی زمان برادر خود۔ مسماۃ شرف نور بیوہ غلام خاں ۴ "
میر عبد اللہ ولد جمال معہ اہلیہ خود مسماۃ الٰہی نور۔ مسماۃ نفس نور بیوہ جمال معہ یک دختر و پسر ۵ "
عمر دین ولد ملاں شیر معہ اہلیہ و پسر خود نصر الدین ۳ "
مسماۃ نور بیگم ۱ "
ملاں کالو ولد میر زمان خان اہلیہ معہ ۳ پسران۔ ۲ دختران ۷ "
رحمت اللہ ولد میر زمان خان۔ اہلیہ ۲ "
سید غلام ولد حیات خان صاحب ۱ "
محمد اکبر ولد خان زمان صاحب ۱ "
فقیہ ولد ارسلہ خان صاحب۔ اہلیہ۔ ۲ دختران ۴ "
ارسلہ ولد محمد علی خان صاحب ۱ "
مسماۃ خانم نور بیوہ نادر۔ مسماۃ سید خانم ۲ "
مسماۃ صاحب نور بیوہ جلہ خاں معہ ۳ پسران ۴ "
مسماۃ خیر نور دختر نادر ۱ "
عبد اللطیف ولد شریعت ۱ "
برکت اللہ سوداگر ۱ "
رحمت اللہ ولد برکت اللہ معہ اہلیہ وغیرہ ۲ "
میر زمان۔ اعظم۔ پسران برکت اللہ و دو ہمشیرگان ۴ "
میاں عبد اللہ صاحب ۱ "
کل ۶۸

فہرست نومبائعین

حیات محمد صاحب ضلع جہلم
خیر الدین صاحب ضلع جالندھر
منشی عبد الخالق صاحب۔ ضلع جہلم
منشی عبد الحق صاحب۔ " "
چودہری فضل داد صاحب۔ " "
محمد رمضان صاحب جلالی کشمیر
شیر خان صاحب قیصرانی ضلع ڈیرہ غازیخان
میاں اللہ دتا صاحب ضلع جہلم
اہلیہ میاں گلاب صاحب۔ ضلع سیالکوٹ
جیون صاحب۔ " "

الفضل (بسم اللہ الرحمن الرحیم)

قادیان دارالامان ۔ ۳۱ مارچ ۱۹۱۴ء

آخری گھڑی آنے سے پیشتر

اپنی عاقبت کی فکر کرو

دُنیا میں جب کبھی کوئی نبی اور رسول آیا ہے۔ وہ ایسا ہی وقت ہوتا ہے۔ جبکہ اس زمانہ کے لوگوں کی روحانی اور اخلاق حالت بدتر ہو چکی ہے اور وہ خدا تعالےٰ کی خشیت اور شان کو اس طرح بھلا چکے ہیں کہ خدا تعالےٰ کا نام ان کے دلوں میں ذرا ڈر نہ رعب اور ذرا خوف پیدا نہیں کر سکتا ان کو آنے والے عذابوں اور بلاکتوں کی خبر دی جاتی ہے انہیں تباہیوں اور بربادیوں سے آگاہ کیا جاتا ہے حتیٰ انہیں ایسے نمونے بھی دکھائے جاتے ہیں۔ لیکن ان کی آنکھوں پر ایسے پردے پڑے ہوتے ہیں کہ دیکھتے ہی نہیں۔ انکے دل ایسے سخت ہو چکے ہوتے ہیں کہ کچھ پرواہ ہی نہیں کرتے لیکن ان کے مقابلہ میں اگر انبیاء اور خدا کے ماموروں کو دیکھیں تو پتہ لگتا ہے کہ کس قدر خدا تعالےٰ کی عظمت اور خوف ان کے دلوں میں ہوتا ہے۔ اس سے بڑھ کر ہو ہی نہیں سکتا۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کو اپنی زوجیت میں قبول فرمایا لیکن جب آپ اسکے پاس گئے۔ تو اس نے کہا کہ میں خدا کی پناہ مانگتی ہوں۔ یہ سنکر آپ واپس چلے آئے اور فرمایا کہ اسے عمدگی کے ساتھ اسکے رشتہ داروں کے ہاں رخصت کر دو۔ کیونکہ اس نے اس کی پناہ مانگی ہے۔ جو بہت بڑا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا ۔

یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ایک نہایت معمولی سا واقعہ اور خوف خدا کی ادنےٰ سی مثال ہے لیکن اسپر غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ آپ کے دل میں کس قدر خدا تعالےٰ کی عظمت اور بڑائی گھر کئے ہوئے تھی ایسے موقعہ پر اگر کوئی دوسرا ہوتا۔ تو شاید بیچاری عورت کو مار نے لگ جاتا۔ لیکن خدا تعالےٰ کے اس فرستادہ نے جو رحمۃ للعالمین ہو کر آیا تھا۔ خدا کی پناہ مانگنے کے بعد اسے نہ صرف اپنی زوجیت سے آزاد کر دیا۔ بلکہ حکم دیا۔ کہ عمدہ سلوک اور بھلائی کے ساتھ رخصت کر دیا جائے جو کہ خشیت اللہ اور خوف خدا کا عظیم الشان ثبوت تھا ۔

اسی طرح وہ سعادتمند اور خوش قسمت انسان جنہیں انبیاء کی شناخت کی توفیق ملتی۔ اور جو انہیں دل وجان سے قبول کرتے ہیں۔ ان کے قلوب میں بھی خدا تعالےٰ کی بڑی عظمت اور شان پیدا ہو جاتی ہے۔ اور کیوں نہ ہو جبکہ خدا تعالےٰ کی قدرت اور طاقت کے کرشمے وہ اپنی آنکھوں ملاحظہ کرتے اور اسکے جلال و جبروت کے نظارے اپنے سامنے دیکھتے ہیں۔ ہمیشہ لاپرواہی اور بے توجہی اسی وقت پیدا ہوتی ہے۔ جبکہ انسان کسی چیز کی اصلیت اور حقیقت سے ناواقف ہو گیا ہے۔ چونکہ انبیاء کا انکار کرنے والے لوگ خدا تعالیٰ سے بہت دور ہو چکے ہوتے ہیں۔ اور اس کی اصل شان و شوکت کے سمجھنے کی اہلیت نہیں رکھتے۔ اسلئے انکے دلوں میں خدا تعالےٰ کی عظمت اور بڑائی بھی پیدا نہیں ہوتی۔ لیکن انبیاء کے ساتھ والے چونکہ خدا تعالےٰ کی شان سے واقف ہوتے ہیں۔ اسلئے انکے قلوب خدا تعالےٰ کے حضور فوراً جھک جاتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھا ہے۔ کہ جب کسی بات میں خدا تعالےٰ کا نام آ جاتا۔ تو آپ بولتے بولتے خاموش ہو جاتے۔ کیوں اسلئے کہ خدا تعالےٰ کا نام سنکر ان کے قلب پر اسکی عظمت اور شان کا ایسا اثر ہوتا۔ کہ پھر آپ زبان ہلانا بھی مناسب نہ سمجھتے ۔

یہ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ماننے والوں کا حال ہے۔ اب ان لوگوں کو دیکھو۔ جنھوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قبول نہیں کیا۔ اور آپکے دشمن بنگئے۔ ان کا بڑا زور اور بڑے صد اصرار اسی بات پر رہا ہے کہ اگر تم سچے ہو تو ہم جو تمہارے دشمن ہیں۔ کیوں ہلاک نہیں ہو جاتے۔ اور کیا وجہ ہے۔ کہ خدا ہم پر عذاب نازل نہیں کرتا ۔

موجودہ زمانہ میں بھی ہمارے مخالفین یہی کہتے ہیں کہ اگر مرزا صاحب سچے ہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ ہم لوگ جو ان کو نہیں مانتے۔ ہلاک نہیں ہو جاتے۔ اور کیوں خدا ہمیں عذاب میں گرفتار نہیں کرتا۔ ہمارے مخالفین کے مُنہ سے ایسے کلمات کیوں نکلتے ہیں اس لئے کہ انکے دل خدا تعالیٰ کی عظمت سے خالی ہو چکے ہیں۔ اور انہیں اسبات پر یقین نہیں رہا کہ خدا تعالےٰ کی گرفت بہت سخت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض تو ان میں سے اس قدر بڑا بول بولتے ہیں۔ کہ اگر خدا خود بھی آ کر کہدے کہ مرزا سچا ہے۔ تو بھی ہم نہیں مانینگے اس قسم کے الفاظ ایسے لوگوں کے منہ سے نہیں نکل سکتے جن کو خدا تعالےٰ پر اور اسکی قدرت پر یقین ہو۔ بلکہ اس طرح کہنے والے وہی لوگ ہوتے ہیں جو یا تو خدا تعالےٰ کے وجود کے ہی قائل نہیں ہوتے۔ اور اگر وجود کے قائل ہوتے ہیں تو اسے بے حقیقت اور کچھ قدرت نہ رکھنے والا سمجھتے ہیں۔ اور ان کا خدا تعالےٰ سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ بلکہ بہت دور جا چکے ہوتے ہیں اسی لئے انبیاء کے مقابلہ میں گستاخی اور شرارت سے کام لیتے ہیں ۔

یہ سنت [illegible] سے چلی آتی ہے۔ اور اس زمانہ میں ہمارے لئے اسے سمجھنے میں نہایت آسانی ہو گئی ہے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ نے اس زمانہ میں بھی ایک نبی کو دنیا میں مبعوث فرمایا۔ اور اسکے مقابلہ میں شریر اور فتنہ پرداز لوگوں نے وہی ہے جو ان حالات اور واقعات کو ہماری آنکھوں سے [illegible] کر دیا۔ جو پہلے انبیاء کے وقت ظہور پذیر ہو چکے تھے ۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ کفار آپ کو کہتے ہیں۔ متی ھذا الوعد ان کنتم صٰدقین۔ اگر تم سچے ہو۔ تو پھر ہم پر کیوں جلدی عذاب نہیں آتا۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے ۔

قل لا املک لنفسی ضرًا ولا نفعًا الا ما شاء اللہ لکل امۃ اجل اذا جاء اجلھم فلا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون۔ ان سے کہدو۔ کہ میں تو اپنی جان کے متعلق بھی نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتا۔ مگر جو اللہ چاہتا ہے۔ پھر عذاب کے لانے میں مجھے کیا اختیار ہے۔ عذاب کے لئے تو ہر ایک اُمت کیلئے خدا نے خود وقت مقرر کیا ہوا ہے۔ جب وہ وقت آ جائیگا تو اس سے ایک گھڑی بھی آگے پیچھے نہیں ہو سکیگا ۔

اس آیت میں خدا تعالیٰ نے بتایا ہے۔ کہ وہ لوگ جو نبی سے مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ اگر تم سچے ہو۔ تو ہم پر عذاب لاؤ۔ وہ بڑی نادانی اور جہالت کے مرتکب ہوتے ہیں۔ کیونکہ عذاب لانا نبی کے اختیار میں نہیں ہوتا۔ بلکہ خدا کے اختیار میں ہوتا ہے۔ اور خدا نے ہر ایک امت کے لیئے ایک وقت مقرر کیا ہوا ہے۔ تاکہ اس وقت کے اندر اندر ہدایت پانیوالے ہدایت پالیں۔ اور شرارت اور طغیان میں بڑھنے والے آخری حد کو پہنچ جائیں جب ایسا ہو جائے۔ تو پھر ان پر عذاب آتا ہے۔ اور ایسا آتا ہے کہ ایک گھڑی آگے پیچھے نہیں ہو سکتا۔

اس سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخالفین کو بھی سبق لینا چاہیئے۔ اور اپنے اس مطالبہ سے باز آنا چاہیئے۔ کہ اگر مرزا صاحب سچے ہیں۔ تو ہم ہلاک کیوں نہیں ہو جاتے اور ہم پر کیوں عذاب نازل نہیں ہوتا ہر ایک پر عذاب نازل کرنا خدا تعالیٰ کے اپنے اختیار میں ہے۔ اور اسکے لیئے اس نے وقت مقرر کیا ہوا ہے۔ مبارک ہے وہ انسان جو اس وقت کے آنے سے پیشتر اپنی عاقبت سنوار لے اور ان نشانات اور واقعات سے سبق حاصل کرے۔ جو اس کے سامنے دوسروں پر وارد ہوتے ہیں۔ ورنہ وہ گھڑی آئیگی اور ضرور آئیگی۔ جبکہ وہ خود گرفتار آلام ہوگا۔ اور اس وقت وہ کچھ نہ کر سکیگا۔

مہمان خانہ میں کوئیا

الفضل کے کسی گذشتہ پرچہ میں صدر انجمن احمدیہ کی ماہواری رپورٹ کے ذیل میں مہمان خانہ کی رپورٹ لکھتے ہوئے افسر صاحب صیغہ نے ایک کوئیا کے لگوانے کی تحریک کی تھی۔ اسکے متعلق مکرمی سید غلام حسین صاحب کیٹل فارم حصار کی طرف سے مندرجہ ذیل خط موصول ہوا ہے۔ جس میں انکی بیوی صاحبہ کوئیا کے لگوانے کی سعادت حاصل کرنی چاہی ہے۔

ہم اپنی محترم بہن کے دینی جوش اور علو ہمت پر مبارکباد کہتے ہوئے دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ آپکو اسکے بدلے اجر عظیم عطا فرمائے۔ نیز سید غلام حسین صاحب کو بھی قابل مبارک سمجھتے ہیں۔ جن کے گھر کی زیب زینت ایسی نیک اور راہ خدا میں فدا ہونیوالی اور اپنی پیاری سے پیاری چیز خدا کے لیئے قربان کرنیوالی بیوی ہیں۔

امید ہے۔ کہ افسر صاحب بیت المال بہت جلد ہی مہمان خانہ میں کوئیا کھدوا کر اس محترم خاتون کے لیئے صدقہ جاریہ کا انتظام کر دینگے۔

جناب سید صاحب موصوف تحریر فرماتے ہیں۔ کہ۔ آج رات عاجز اخبار الفضل سے رپورٹ صیغہ بیت المال اپنی اہلیہ صاحبہ کو سنا رہا تھا جب واٹر پمپ کے بگڑنے سے مہمانوں کی تکلیف کو انہوں نے سنا اور عاجز نے بھی جو اس طرح وہاں کئی بار تکلیف اٹھائی تھی ان کے سامنے بیان کیا تو وہ فوراً ہی ایک کوئیا ۸۰-۹۰ روپیہ کی لاگت کی بنوانے پر طیار ہو گئیں اور اپنے اس روپیہ کو جو کہ انہوں نے گذشتہ چند سال سے اپنے بچے محمود احمد شاہ کی بیوی کے جھومر بنوانے کے لیئے نہایت ہی احتیاط سے رکھا ہوا تھا۔ اور اب قادیان میں ہی یہ روپیہ تجارت پر لگایا ہوا ہے۔ اس کار خیر میں دینے کے لیئے طیار ہیں۔ اور انکی خواہش ہے کہ فوراً ہی کوئیا کی جگہ تجویز کرکے اسکو سرانجام دیا جاوے تاکہ موسم گرما میں یہ کوئیا مہمانوں کو آرام دے سکے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے غالباً اسی واٹر پمپ کے لگوائے جانے سے پیشتر ایک دفعہ سیر کو تشریف لیجاتے ہوئے فرمایا کہ موسم گرما میں مہمانوں کو سرد پانی نہ ملنے سے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ کیونکہ یہاں برف نہیں ملتی۔ بڑی مسجد کا پانی سرد ہے مگر وہ مہمان خانہ سے دور ہے۔ ہاں ایک دوست نے ایک قسم کا نل الگوانے کو لکھا ہے اس سے کھانا کھاتے کھاتے تازہ پانی نکالکر پیا جا سکتا ہے۔ پھر فرمایا یہاں ہر وقت گوشت نہیں ملتا۔ اسلیئے بے وقت جو مہمان آتے ہیں انکے واسطے سو دو سو مرغیاں پالنے کا ارادہ ہے۔ تاکہ جھٹ مرغی ذبح کر دی یا انڈے طیار کر دیئے پہلے بھی ایک دفعہ پالی تھیں مگر بعض آدمیوں کی لاپروائی سے ضائع ہو گئیں۔

غرضکہ آپ مہمانوں کی خاطر اور تواضع کا بڑا ہی خیال اور فکر فرماتے رہتے۔ اور اگر کسی مہمان کی تکلیف کو سن لیتے تو آپکو سخت تکلیف ہوتی۔ جس زمانہ میں عاجز بچہ ہی تھا اور حضرت اقدس بمع مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم چھوٹی مسجد کی بالائی چھت پر چند دیگر مہمانوں کے ہمراہ کھانا تناول فرمایا کرتے تھے تو کھانا کھاتے کھاتے آپکو اگر کوئی چٹنی یا اچار یا مربہ یاد آجاتا تو فوراً ہی اٹھکر فرماتے مولوی صاحب فلاں چیز یاد آگئی ہے آپکے واسطے ابھی لاتا ہوں۔ دو منزلہ سے آپ کئی کئی بار نیچے تشریف لیجاتے اور مطلوبہ چیز کو نہایت بشاشت سے چھت پر ہمراہ لاتے۔ غرضکہ اس خدا کے پیارے نبیؐ کے اخلاق کے بڑے بڑے واقعات دل و دماغ میں ہیں اور جب یاد آجاتے ہیں تو ایک سرور سا آکر دل میں رقت اور آنکھوں میں آنسو بھر آتے ہیں۔ کہ افسوس ہم نے اسکی ایسی قدر نہ کی جیسی کہ کرنی چاہیئے تھی۔ بلکہ ہمارے بعض بچھڑے ہوئے بھائی تو اسکو اسکے خداداد مرتبہ سے بھی گرانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

انجمنہائے ضلع

احمدی انجمنوں کا نظام جسقدر مضبوط اور باقاعدہ ہوگا اسی قدر سلسلہ کی تبلیغ و اشاعت اور اسکے کاموں میں خدا کے فضل سے سہولت پیدا ہو سکتی ہے اسی نظام میں انجمنہائے ضلع کا تقرر ہے ضلع کی انجمنوں کے فرائض حسب ذیل ہیں :-

(۱) ہر ایک انجمن اپنے باقاعدہ پندرہ روزہ اجلاس کرے۔ اور حتی الوسع ایک سالانہ جلسہ کرے۔
(۲) ایک لائبریری اپنے خرچ پر قائم کرے۔
(۳) کم از کم اپنا ایک ممبر بغرض تعلیم قرآن اپنی خرچ پر قادیان بھیجو۔
(۴) اپنے ضلع میں تبلیغ کے لیئے آدمی مقرر کرے۔
(۵) لوکل انجمنوں سے بقایا چندوں کی وصولی۔ ماہوار چندوں کا التزام۔
(۶) موعودہ اور خاص چندوں کی فراہمی کیلیئے اسکے پاس کارکن ہوں۔
(۷) رجسٹر باقاعدہ رکھے۔ اور انپر مطابق قواعد عمل ہو۔
(۸) جو ہدایات محکمہ صدر سے شائع ہوں۔ انکو اپنی حدود کے اندر تمام قوم تک پہنچائے۔
(۹) زنانہ انجمن قائم کرکے تبلیغ ولایت کے واسطے چندہ کا باضابطہ انتظام ہو۔

امید ہے۔ کہ ہر ایک انجمن ضلع ان فرائض کی ادائگی میں کوشش اور تندہی سے کام لے گی۔

ایک خط اور اُس کا جواب

ذیل کی خط وکتابت امروہی مولوی صاحب اور جماعت حیدرآباد کے ایک معزز مبایع کے درمیان ہوئی ہے جسے ہم ناظرین کی دلچسپی کے لیئے الفضل میں درج کرتے ہیں امید کہ غلطی خوردہ مولویصاحب سے تاحال حسن ظن رکھنے والے اصحاب اسے غور سے مطالعہ فرمائینگے ؛

(ایڈیٹر)

مخدوم ومکرم معظم جناب خانصاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عرصہ سے آنجناب کی خیریت نہیں معلوم ہوئی۔ اسلیئے فکر ہے۔ اس سے قبل ایک عریضہ روانہ خدمت عالی بھیج چکا ہوں۔ مگر جواب سے محروم رہا۔ نہ معلوم کیا سبب ہے اپنی خیریت سے مطلع فرمادیں۔ کیا آپ ہم سے ناراض ہیں۔ مینے سنا تھا مجھکو یقین نہ آیا۔ اسلیئے مینے صاف لکھدیا۔ اس سے بھی مطلع فرمادیں۔ سب احباب حال کی خدمت میں سلام سنت الاسلام۔ جناب والد صاحب بخیریت ہیں۔ آپکو سلام سنت الاسلام فرماتے ہیں۔ اور خط کی شکایت۔ آجکل ایک رسالہ ظہور المہدی فی طلوع الشمس من مغربہا لکھوا رہے ہیں۔ جو عنقریب ختم کو ہے۔ بعد طبع خدمت عالی میں پہنچیگا۔ والسلام

سید محمد یعقوب (خلف مولوی محمد احسن) بقلم خود

جواب

جناب مکرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مکرمنامہ وصول ہوا۔ اسکے قبل کوئی خط آپ کا مجھے نہیں ملا۔ ممکن ہے کہ آیا ہو لیکن میں آغاز دسمبر سے آخر جنوری تک یہاں نہیں تھا اسلیئے مجھے نہیں ملا۔ آپنے تحریر فرمایا ہے۔ کہ ”کیا آپ ہم سے ناراض ہیں؟ مینے سنا تھا مجھکو یقین نہیں آیا“ مکرم من! میرے اور آپکے درمیان کوئی تعلق یا سلسلہ دنیاوی نہ پہلے تھا نہ اب ہے۔ نہ آئندہ کوئی توقع ہے۔ البتہ الحب للّٰہ والبغض للّٰہ کے ماتحت پہلے بھی ایک رنگ کا تعلق تھا اور اب بھی ایک رنگ کا تعلق ہے نہ پہلے کوئی خاص خوشی تھی نہ اب کوئی رنج ہے۔ خدا ہی نیتوں اور ارادوں کا جاننے والا، مجھ کو معلوم نہیں کہ آپنے کس ارادے اور نیت سے یہ خط لکھا ہے؟ اگر مقصود یہ ہے کہ میرے خیالات کا اندازہ کیا جائے کہ آیا میں آپ سے موجودہ تبدیلی وخیالات سے متفق ہوں یا نہیں تو چونکہ مجھے معاملہ صاف ہی رکھنا پسند ہے اسلیئے اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہوں وبید اللہ التوفیق ؛

آپکے اور حضرت میاں صاحب کے درمیان جن مسائل میں اختلاف ہے انمیں سے مہمات مسائل دو ہی ہیں (۱) **مسئلہ نبوت** (۲) **مسئلہ تکفیر**۔ آپ شائد واقف ہوں یا نہ ہوں لیکن واقعہ یہ ہے کہ منجملہ ان دونوں مسائل کے مسئلہ تکفیر کی نسبت میرے خیالات پہلے ہی سے وہ تھے جو میاں صاحب کے ہیں۔ باقی رہا مسئلہ نبوت۔ اُسکی نسبت میں کیا آپ اور نیز جملہ مخالفین یا بالفاظ دیگر غیر مبایعین کم از کم اتنا تو مانتے ہی تھے کہ ”مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت انکے اپنے الفاظ میں اس طرح پر ہے کہ میں مجازی ظلی۔ بروزی جزوی نبی ہوں۔ میری نبوت۔ نبوت ناقصہ ہے“

حضرت مرزا صاحب کے اس دعویٰ پر پہلے میرا ایمان اجمالی تھا۔ انکے معنوں کو حوالہ بخدا کرتا تھا۔ لیکن اب خداوند کریم نے محض اپنے فضل وکرم ہی مجھے اس دعوے پر **تفصیلی طور پر** اور اُسی طرح پر جس طرح حضرت صاحب بیان فرماتے ہیں تسکین عطا فرمائی ہے پھر میں اسکے بعد کیونکر انکار کرسکتا ہوں یہ واقعہ گذشتہ ماہ مئی کا ہے جب میں حضرت مولویصاحب کے ملنے حاضر ہوا تھا اور انکی خدمت میں مینے اس واقعہ کو تفصیلاً عرض کیا تھا۔

یہ تو میرا ایمان ہے اس پر آپ مجھ سے دلائل پوچھیں گے۔ میں خدا کے فضل سے اسکے دلائل بھی رکھتا ہوں۔ مگر اندیشہ ہے کہ اس کہیں باب مناظرہ نہ کھل جائے جو بالآخر مکابرہ اور پھر مجادلہ ہو جاتا ہے۔ لیکن اس غرض سے کہ آپ میرے خیالات کا صحیح طور پر اندازہ کرسکیں چند دلائل بیان کرتا ہوں اگرچہ مجھے ختم نہیں ہے کہ ان دلائل سے فائدہ پہنچیگا لیکن خدا کے اختیار میں ہے کہ آپکو کوئی فائدہ پہنچادے۔

میں نہ ان معنوں میں عالم ہوں جن معنوں میں عام طور پر فخر کیا جاسکتا ہے نہ مجھے لوٹے موٹے لغات اور مصطلحات علمی مستحضر ہیں اسلیئے ممکن ہے کہ مدعیان علم اس جانب کوئی توجہ نہ کریں۔ لیکن مجھے اپنے دلی حالات وخیالات کا صاف الفاظ میں بیان کردینا ضروری ہے اس سے جسکو خدا چاہے ہدایت دے اور جس کو چاہے حجاب علم مفروضہ سے باہر نہ نکلنے دے من یھدی اللّٰہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہٗ۔

بحکم آنکہ ؎ مرد باید کہ گیرد اندر گوش * ور نبشت است پند بر دیوار

ہر ایک شخص جو خدا سے ڈرتا ہے بجائے اسکے کہ وہ من قال کو دیکھے ما قال کو دیکھتا ہے۔ اس لیئے مجھے امید ہے کہ جو کوئی اس تحریر کو دیکھے یا سنے اسے اگر مشیت الٰہی توفیق عطا فرمائے تو نصیحت حاصل کرسکتا ہے اسلیئے کہ بوجہ مدعی علم نہ ہونے کے میں مثل ایک دیوار کے ہوں اور جو کچھ اس دیوار پر موجود ہے وہ عالم کا علم ہے دیوار کا علم نہیں ہے۔ مینے اوپر بات یہاں تک پہنچائی ہے کہ میرے اور آپکے مسلمات کے بموجب حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ **نبوت** بعض خاص الفاظ کے ساتھ تھا جس کی تصریح مینے اوپر کی ہے۔

اب آپ مہربانی فرماکر ان الفاظ میں ہر ایک لفظ کو سامنے رکھکر اپنے دونوں کے مسلمات کی روشنی میں اس کو دیکھئے اور اس سے جو عکس آپکے قلب پر پڑے اسکو بلا تامل قبول فرمائیے۔ ان ارید الا الاصلاح وما استطعت وما توفیقی الا باللّٰہ علیہ توکلت والیہ انیب

حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ میں **مجازی** نبی ہوں۔ مسلمنا۔ ہمارے آپکے درمیان نزاع نبی کے لفظ پر نہیں ہے۔ نزاع مجازی کے لفظ کیوجہ سے ہوئی ہے۔ پس اگر **مجازی** کے معنی حل ہوجائیں

تو نزاع خود بخود فیصل ہو جاتی ہے۔

میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ اپنے اس اصول کو سامنے رکھکر کہ حضرت مرزا صاحب ہر ایک بات میں آپکے حکم نہیں ہیں۔ یہ فرمائیے کہ کیا مجازی طور پر ہم ایک ایسے شخص کو جو فی الحقیقت نہ نبی ہے نہ ہو سکتا ہے۔ شرعاً بلا خوف گناہ نبی کہ سکتے ہیں؟ اس سوال کا جواب دینے کے لیے مرزا صاحب کے اقوال کو الگ رکھدیجیئے۔ اسلیئے کہ وہ آپکے اصول کے مطابق ہر ایک معاملہ میں حکم نہیں ہیں۔ پس اگر مرزا صاحب کہ بھی دیں کہ ہم ہر ایک شخص کو مجازاً نبی کہ سکتے ہیں اور اس میں کوئی گناہ نہیں ہے تو آپ اسپر لحاظ نہ فرمائیے آپ بنا بر اجماع امت و احکام فقہی جواب دیجئے کہ آیا ایک ایسے شخص کا قول کہ جو فی الحقیقت نبی نہیں ہے۔ نہ خدا نے بذریعہ الہام اُسکو کہا کہ تو نبی ہے۔ یہ کہنا کفر یا کم از کم فسق نہیں ہے کہ میں مجازی نبی ہوں کیا نبوت کی یہی شان ہے کہ وہ شرعاً جائز طور پر کسی ایسے شخص میں فرض کیجا سکتی ہے جو دراصل نبی نہیں ہے۔

اسکے بعد دوسرا لفظ جسکے معنی حل طلب ہیں ظلّی ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ ظلّ کسی چیز کے عکس کو کہتے ہیں یعنی سایہ۔ اب ظاہر ہے کہ سایہ فی نفسہ کوئی علیحدہ وجود نہیں رکھتا۔ ضرور ہے کہ وہ سایہ یا عکس کسی چیز کا ہو

. . . .

سایہ یا عکس اگر جاندار چیز کا ہو تو بغیر اصل کی حرکت کے خود حرکت نہیں کرتا ہے۔ گویا دونوں کے حرکات میں تطابق زمانی و مکانی ہوتا ہے۔ پس جو کوئی شخص کہتا ہے کہ میں فلاں کا عکس یا سایہ یا ظلّ ہوں وہ گویا اس معنی کو ظاہر کرتا ہے کہ بغیر اسکی حرکت کے میں کوئی حرکت نہیں کرتا۔ وہ یہ کہکر کہ میں فلاں کا ظلّ ہوں صاف طور پر یہ کہتا ہے۔ کہ میرا وجود فی نفسہ کوئی علیحدہ وجود نہیں ہے اگر اصل نہ ہوتا تو میں بھی نہ ہوتا پس جب حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ میں ظلّی نبی ہوں تو وہ صاف طور پر فرماتے ہیں کہ میرا وجود اصل کا وجود ہے۔ میری حرکت اصل کی حرکت ہے۔ ~~

من فرق بینی و بین المصطفٰی ۔ فما عرفنی و ما رأٰی

پس جو شخص کہتا ہے کہ عکس کا وجود یا حرکت نہیں مانتے ہیں تو گویا وہ کہتا ہے کہ میں اصل کا وجود اور حرکت نہیں مانتا ۔ شاعر درین قال ~~

رق الزجاج و راقت الخمر ۔ فتشابہا فتشاکل الامر

فکانما خمر و لا قدح ۔ فکانما قدح و لا خمر

تیسرا لفظ بروزی ہے۔ یہ ایک ایسا لفظ ہے جسکی کیفیت مجہول ہے مگر وہ ملول یا تناسخ نہیں ہے پس دراصل بروز فی الحقیقت ظلّ کے معنوں میں ہے اور جو کیفیت ظلّ کی ہے وہی اسکی ہے۔ چوتھا لفظ ہے **جزوی نبی** اور پانچواں **نبوت ناقصہ**۔ یہ دو الفاظ ایک ہی معنی ادا کرنے کے لیئے بیان کیئے گئے ہیں تاکہ تصور کو پھیلنے کے لیئے آسانی مل سکے۔ یہ الفاظ جنہوں نے اسقدر تلخ اور سخت مباحث پیدا کر دیئے ہیں اگر انسان اپنے خاص مقاصد و اپنے ذہن کے مرکز خیالات کو اپنا مرکز تحقیق نہ بنائے تو سب سے زیادہ قریب الفہم ہیں۔ اس سے زیادہ تر سہولت سے اور کوئی الفاظ اُن مفاہیم کو ظاہر نہیں کر سکتے جو حضرت مرزا صاحب ادا فرمانا چاہتے تھے۔

نقص و کمال یہ دو الفاظ دراصل مدارج کے اظہار کے لیئے ہیں۔ نہ کہ کسی نوع یا جنس کے اظہار کے لیئے۔ ہر ایک نوع یا جنس میں نقص یا کمال ہو سکتا ہے فضلنا بعضہم علٰی بعض اور یہ دراصل نسبتی یا اضافی چیز ہے۔ جو فی نفسہ اسکی نوعیت پر موثر نہیں ہے مثلاً جب ہم کہتے ہیں کہ فلاں انسان کامل ہے تو اگرچہ اسکا مفہوم مخالف یہ ہو سکتا ہے کہ۔ باقی انسان ناقص ہیں۔ لیکن یہ مفہوم کسی طرح پر نہیں ہو سکتا کہ باقی کوئی انسان انسان ہی نہیں ہے۔ پس جب نقص و کمال کا ذکر ہوتا ہے تو کسی نسبت کے ساتھ ہی ہو سکتا ہے۔ بغیر نسبت کے نقص و کمال کا ذکر ہو ہی نہیں سکتا۔ پس جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا کہ "میری نبوت نبوت ناقصہ ہے" تو صاف طور پر یہ معنی ظاہر فرمائے کہ میری نبوت نسبت رکھتی ہے کسی دوسری نبوت سے جو بالمقابل اسکے کامل ہے۔ اور ظاہر ہے کہ وہ نبوت حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی۔ یا فرض کیجیے اسکی نسبت دیگر انبیائے سابقین سے ہے کہ انکی نبوت کامل تھی مگر میری ناقص ہے۔ تب بھی یہ معنی کیونکر پیدا ہوئے کہ میری نبوت نبوت نہیں ہے۔ اگر مقصود حضرت کا یہی تھا کہ اپنی نبوت کی نفی کریں۔ تو اس بیان کی ضرورت ہی کیا تھی۔ سب جانتے تھے۔ اور جانتے تھے۔ اور اب بھی بہتسے مانتے ہیں کہ آپ نبی نہیں ہیں۔ پس جسکو یہ بیان کرنا ہو کہ میں نبی نہیں ہوں کیا اُسکو یہ بیان کرنا چاہیئے کہ "میری نبوت نبوت ناقصہ ہے"۔

ایک دوسری مثال نقص و کمال کی آپکے مسلمات سے دیتا ہوں۔ آپ اور جملہ متبعین مولوی محمد علی صاحب کا یہ خیال ہے کہ غیر احمدیوں کے مسلمان ہونے میں کلام نہیں ہے۔ لیکن احمدیوں و غیر احمدیوں میں فرق ہے کہ غیر احمدی ہیں تو مسلمان مگر ناقص ہیں۔ اور احمدی کامل ہیں۔ کیا جب آپ غیر احمدیوں کو یہ کہتے ہیں کہ آپ ناقص مسلمان ہیں تو آپ کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ آپ لوگ مسلمان ہی نہیں ہیں۔ اور اگر آپ کا یہ مطلب نہیں ہے بلکہ مدارج کا اظہار مقصود ہے کہ غیر احمدی کے مدارج ایمان بمقابلہ احمدی کے کم ہیں تو یہی مطلب آپ حضرت کے الفاظ "نبوت ناقصہ" کا کیوں نہیں لے سکتے۔ اگر یہ بات صاف ہے اور اس میں کچھ الجھاؤ اور پیچ نہیں ہے تو خدا کیلیے مسئلہ تسلیم کیجئے ع لے زدست بے خبر در برجہ باشی زود باش کیا معلوم کل کیا واقعات آپکو پیش آئیں اور آپکو اپنے اوپر کچھ اختیار باقی رہے یا نہ رہے۔ اب اگر یہ مسئلہ نبوت کا صاف ہو گیا ہے تو پھر دوسرے مسئلہ پر آپ ہی کے مسلمات کے مطابق بحث کی ضرورت نہیں ہے لیکن چونکہ میں کسی مباحثہ کا آغاز نہیں کر رہا ہوں بلکہ اپنے خیالات کا اظہار کر رہا ہوں۔ اسلیئے یہ بھی ظاہر کر دینا چاہتا ہوں کہ غیر احمدی مسلمان میری نظر میں کیا حیثیت رکھتے ہیں میں اس بات کا قائل ہوں کہ لا الٰہ الا اللہ کہنے والا داخل جنت ہو گا محمد رسول اللہ کہنے کا مرتبہ اسکے بعد ہے پس جو شخص دونوں کلمات ملا کر کہے کہ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ وہ بدرجہ اولٰی جنت میں جانیکا مستحق ہے۔ لیکن میں نہ آپ جنت کے ٹھیکیدار ہیں نہ ہم دونوں میں سے

کسی کو یہ حق ہے۔ کہ جسکو چاہیں جنت میں ہاتھ پکڑ کر لے جائیں۔ اور جسکو چاہیں دوزخ میں دھکیل دیں۔ اس لئے بجائے اسکے کہ جزاء و سزا پر بحث کی جائے یہ بہتر ہے کہ اس بات پر نظر کی جائے کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے معنے کیا ہیں؟

ایک مشہور حدیث میں ہے کہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں (۷۳) فرقے ہونگے۔ ان میں ایک ناجی باقی سب ناری ہونگے۔ اس پر غور فرمایئے۔ کہ حضرت رسول مقبول کی امت کون کون لوگ ہیں جو کہ وہی نا جو کہتے ہیں۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اگر یہ سچ ہے تو پھر یہ بھی سچ ہی ہے۔ کہ ۷۲ گروہ کے اشخاص جو لا الٰہ الا اللہ سے بڑھ کر محمد رسول اللہ کو بھی کہنے والے ہونگے۔ پھر بھی ناجی نہ ہونگے۔ بلکہ ناری ہی ہونگے۔ اس سے یہ معلوم ہوا۔ کہ کلمہ طیبہ پڑھنے کے وہ معنے نہیں جو ہم سمجھتے ہیں کہ جو زبان سے کہدے وہ مسلمان ہے بلکہ ضرورت ہے۔ اس بات کی کہ وہ اس کی تصدیق قلبی بھی کرتا ہو۔ اور تصدیق کیفیات نفسانیہ سے ہے۔ جو بغیر اعمال کے ظاہر نہیں ہوتی۔ اس لئے جو شخص کہتا ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ لیکن نماز نہیں پڑھتا یا مثلاً زکوٰۃ باوجود وجوب کے نہیں دیتا۔ وہ اس کا مستوجب ہے۔ کہ اس کی تصدیق میں تامل کیا جائے۔ اب اگر وہ نماز کبھی کبھی پڑھ لیتا ہے۔ اور اس کا قائل ہے کہ نماز اعمال میں سے فرض ہے۔ تو ہم اس کی تصدیق قلبی کو قبول کرینگے۔ گو وہ ضعیف ہی سہی۔ اور بلحاظ مدارج کم درجہ کی سہی۔ لیکن جو شخص کبھی نماز نہیں پڑھتا ہے۔ یا جو شخص اس کی ضرورت نہیں سمجھتا ہے۔ باوجود لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے کے اس کا مستحق نہیں ہے کہ مومن کہلائے۔ اور اصطلاحیں دو ہی ہیں۔ مومن یا کافر اور باقی اسکے طرح کی شرائطیں ہیں۔ پس مومن وہی ہے۔ جو ماجاء بہ النبی پر ایمان لاتا ہے۔ ایمان لانے کی تصریح میں اوپر کر چکا ہوں۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ مسیح یا مہدی کا انتظار برنباء ماجاء بہ النبی ہی تھا۔ اس لئے وہ جو اس کے منتظر تھے۔ مومن تھے۔ اور کامل مومن تھے۔ اور موعود کے آنے پر مان گئے۔ وہ مومن اور کامل مومن ہوئے

لیکن جو موعود کے آنے پر باوجود تبلیغ نہ مانے۔ متردد یا مکذب یا مکفر ہوئے۔ ان کی نسبت یہ کہنے میں کچھ تامل نہیں ہو کہ وہ ماجاء بہ النبی پر ایمان نہیں لائے۔ اور جو شخص ماجاء بہ النبی سے کسی ایک پر بھی ایمان نہ لائے وہ مومن نہیں ہے۔ افتؤمنون ببعض الکتٰب وتکفرون ببعض۔ ایک صاف کلیہ ہے۔ بعض پر ایمان اور بعض سے کفر فی الحقیقت نتیجتاً کل کا (کفر) انکار ہے اسلئے کہ بعض پر ایمان نہ لانے سے معلوم ہوا کہ جن پر ایمان لایا تھا۔ وہ اپنے ہوا و خواہش کے مطابق تھا۔ اور جو ہوا و خواہش کے مطابق نہ تھا وہ نہ مانا۔ پس افرءیت من اتخذ الٰھہ ھوٰہ۔ کے مصداق ہوا۔

پس حضرت مرزا صاحب کی بعثت اور اس پر ایمان ماجاء بہ النبی پر ایمان اور اس کا کفر ماجاء بہ النبی .. .. کا کفر ہے۔ یہ ایک ایسی دلیل ہے۔ جسکے ضمن میں بہت سارے دلائل آگئے۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ عام خیال یہ ہے۔ کہ جب کوئی موعود آتا ہے۔ تو اس کا ماننا یا نہ ماننا صرف اسلئے ضروری ہوتا ہے (جس حد تک ضروری ہو) کہ اسکی نسبت پیشگوئی کی گئی تھی۔ اس عام خیال میں کسی قدر نقص و اجمال ہے۔ اور اس کی تکمیل یا تفصیل یوں ہو سکتی ہے۔ کہ مامور موعود کا آنا اوس پیشگوئی پر منحصر نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ وہ پیشگوئی اسلئے ہوا کرتی ہے کہ اسکے ماننے کے لئے لوگ ابتداء ہی سے تیار کئے جائیں گویا اس آنے والے کے لئے راستہ صاف کیا جائے۔ اور ماننے والوں کے لئے آسانیاں بہم پہونچائی جائیں چونکہ انبیاء علیہم السلام اپنی امت پر رؤف و رحیم ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ نہیں چاہتے ہیں کہ ان کے بتائے ہوئے یا زندہ کئے ہوئے لوگ خدا کی اس نعمت سے محروم رہ جائیں۔ جو بعد میں آنے والی ہے۔ اس لئے وہ ایک خاص طرز بیان کے ساتھ جو استعارات و اجمال سے مملو ہوتا ہے۔ ان کو آگاہ کرتے ہیں (ایسی پیشگوئیوں میں استعارات اور اجمال کا استعمال کیا جاتا ہے۔ کہ لوگ تفصیلی بیان سنکر یہ نہ سمجھ لیں کہ بس اسکے بعد اب کوئی تعیین یا تصریح ضروری نہیں ہے۔ تفصیل و تصریح

ایک ایسی چیز ہے۔ جو ہر ایک گروہ بلکہ ہر فرد کے لئے ہر ایک زمانہ کے حالات کے لحاظ سے مختلف ہو سکتی ہے۔ اس لئے اگر وہ تفصیل کر دیں تو اس سے وہ لوگ جن کے طبائع یا زمانہ یا حالات کے خلاف وہ تفصیل ہے وہ ماننے کے قابل ہی نہ رہینگے۔ اور جن کے طبائع یا حالات کے موافق ہے۔ ان کو ایمان کے لئے کوئی سعی یا مشقت نہ کرنی پڑیگی۔ اور اس لئے کوئی لذت وہ حاصل ہی نہ کر سکینگے) ؛

پس اگر کوئی مامور موعود آتا ہے۔ تو اس لئے نہیں آتا ہے۔ کہ اس کے لئے پیشگوئی کی گئی تھی۔ بلکہ اس لئے کہ علم الٰہی میں اس کی ضروریات زمانہ کے لئے ثابت ہے۔ اس لئے پیشگوئی اور اسکے استعارات کے وہ تابع نہیں ہوتا بلکہ وہ پیشگوئی اور استعارات اس کے اور اس کی تفصیل کے تابع ہوتے ہیں۔ اور اس کا دعوے اس پیشگوئی پر نہیں۔ بلکہ اپنے الہام و اعلام پر مبنی ہوتا ہے۔ پس جو شخص اس کے الہام و اعلام سے انکار کرتا ہے۔ وہ دو طرح پر حجت کے نیچے ہے۔ ایک بوجہ پیشگوئی سابقہ کے۔ دوسرے اس مامور کے الہام کی وجہ سے پڑھئے۔ فمن اظلم ممن کذب علی اللہ وکذب بالصدق اذ جاءہ۔ ان بہت ہی مختصر دلائل پر غور فرما کر کہئے۔ کہ کیا حال ہوگا۔ اس شخص کا۔ جو حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی اور اپنے زمانہ کے مامور کا الہام نہیں مانتا اور اس سے مستغنی ہے۔ بعض لوگ شاید اس کو بھی فاسق ہی کہیں۔ مگر سورہ صف میں تو فاسق کی نسبت بھی یہ کہا گیا ہے کہ ان اللہ لا یھدی القوم الفاسقین۔ پس میں پناہ مانگتا ہوں اپنے رب سے کہ میں ایسی قوم کو جسکو میرا رب ہدایت نہ دے۔ مومن کہوں۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدےٰ ؛

ایک کشف پر حلف

میاں عبداللہ صاحب سنوری نے حضرت مسیح موعود کے کشف پر مولوی ثناء اللہ کے روبرو جو حلف اٹھائی تھی۔ اسکی روئداد ایک رسالہ کی صورت میں چھاپی گئی ہے۔ احباب محصولڈاک بھیجکر مفت دفتر الفضل سے منگالیں اور تقسیم کریں

تعزیت جناب حقانی مرحوم

اخویم مکرم ایڈیٹر صاحب الفضل زاد مجدکم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ غالباً نومبر گذشتہ میں ایک روز میں سوتے سوتے جاگ گیا۔ تو میری زبان پر یہ مصرعہ تھا "ہم سنائیں کس کو اپنے دردِ دل کی داستان"۔ میں نے لکھ لیا۔ اور سوچا کہ اس پر کچھ لکھوں گا۔ مگر میری سمجھ میں نہ آیا کہ یہ مصرعہ جس دردناک داستان کو چاہتا ہے۔ وہ میرے لئے کونسی ہے۔ دسمبر جب شروع ہوا۔ تو میں نے اخویم قاسم علیخان صاحب قادیانی سے کہا کہ وہ اس مصرعہ پر جلسہ سالانہ کی نظم لکھیں۔ وہ اپنے لئے تجویز کرچکے تھے۔ جلسہ پر حقانی مرحوم کی علالت کی خبر ملی۔ مجھے غیر معمولی درد پیدا ہوا۔ میں نے خود بہت دعا کی۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ و دیگر احباب سے بھی درخواست دعا کی۔ جلسہ ہی میں معلوم ہوا کہ وہ اچھے ہیں۔ اور ان کا اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا خط ایک ان کے ہم وطن بھائی نے مجھے دیا۔ دفعتاً ان کے انتقال پُرملال کی خبر اخبار میں دیکھی۔ اور اخویم مولانا اکمل کی نظم و تحریک۔ مجھے فوراً وہ مصرعہ یاد آگیا۔ جو میری زبان پر خود بخود کبھی نومبر میں جاری ہوا تھا۔ اب میں سمجھا کہ مجھے اس نوحہ خوانی کے لئے وہ مصرعہ بتایا گیا تھا۔ اور یہ واقعہ پیش آنے والا تھا۔ گویا حقانی مرحوم کی نوحہ خوانی کی تحریک مجھے فرشتوں نے بھی اس طور پر کی۔ کیا پاک سلسلہ ہے۔ کیا پاک مجلس محمود کی ہے۔ سبحان اللہ اس پاک وجود مصلح موعود کے ساتھ تعلق رکھنے والا اور اوسی تعلق پر راستی و صدق سے چلکر مرنے والا کس قدر مبارک ہوتا ہے۔ کاش! ہمارے گم کردہ راہ لاہوری دوست بصیرت حاصل کرتے۔ جو چند اشعار لکھے ہیں وہ بوجوہ بالا ارسال خدمت ہیں۔ کیونکہ یہ ایک نشان حضرت محمود کا ہے۔

نیازمند۔ ذوالفقار علیخان
انسپکٹر ابکاری
مراد آباد

کچھ تو کہدے ہم سے اے حقانی شیریں بیاں
آن واحد میں بچھڑ کر ہم سے تو پہنچا کہاں

بزمِ خاموشاں میں جاکر ہو گیا تو کیوں خموش
بند ہے کیوں طوطیٔ شکر شکن تیری زباں

پہلے یہ اغماض و خاموشی ترا شیوہ نہ تھا
گونجتی رہتی تھیں ہر سو تیری نغمہ سنجیاں

اے نوا سنجِ حقیقت اب کیوں چپ لگ گئی
کیا یہی آدابِ محفل ہیں وہاں تو ہی جہاں

تیری فرقت کی خبر نے شور برپا کردیا
ہو رہے ہیں ہم صفیرانِ چمن سب نوحہ خواں

تیری رحلت لے گئی احباب کے دل سے قرار
تیری فرقت نے کیا ہے دوستوں کو نیم جاں

ہم کہیں کس سے شبِ اندوہ و غم کا ماجرا
ہم سنائیں کس کو اپنے دردِ دل کی داستاں

نقش ہے دل پر تری شیریں کلامی کا اثر
یاد ہونگی دشمنوں کو تیری میٹھی چٹکیاں

بھول سکتی ہی نہیں تجھ کو کبھی بزمِ سخن
اسقدر اشعار تیری ہوگئے وردِ زباں

خاص کر وہ "شیشۂ لندن" کہ جس کا شور تھا
تو نے چکنا چور اسکو کردیا اے نکتہ داں

تو نے وہ تلخی بھری "پیمانۂ لاہور" میں
ہوگیا ہے زہرِ ناکامی نصیبِ دشمناں

تجھ میں اے حقانی مرحوم تھا صدق و صفا
بوئے گل پھر کھینچ لائی تجھ کو سوئے بوستاں

تو نے اور ثاقب نے حقگوئی سے یہ پایا ثمر
ظلمتِ لاہور سے پھر آئے سوئے قادیاں

نورِ ایماں لیگیا آقا کی محفل میں تجھے
منتظر تھا صافی مرحوم جنت آشیاں

تیری خوش گوئی و خوش بختی ہیں دونوں بے نظیر
عندلیبِ قادیاں! اے بلبلِ باغِ جناں

چھیڑ کر اکمل نے گو ہر نالہ ہائے غم سنے
گھٹ رہا تھا ورنہ میرے دل میں یہ شورِ فغاں

قادیانی ہوں مگر قاسم علیخاں میں نہیں
میں کہاں سے لاؤں وہ جادو اثر طرزِ بیاں

ثاقب و مختار و صادق اکمل شیریں نوا
محفلِ محمود کے ہیں شاعرانِ خوش بیاں

اے زہے قسمت کہ ہوں اس بزم میں گوشہ نشین
شمع کی مانند رکھتا ہوں مگر سوزِ نہاں

دردِ دل سے چیخ اٹھتا ہوں کبھی بزمِ نہیں میں
لوگ کہتے ہیں کہ آ نکلا یہ دیوانہ کہاں

مکرم معظم جناب خان صاحب نے بہت مدت کے بعد سخن سرائی کے لئے لب کشائی کی تکلیف گوارا فرمائی ہے۔ اور اب جبکہ آپ کی مہر خموشی جناب حقانی کی تعزیت خوانی کی وجہ سے ٹوٹ چکی ہے امید کی جاسکتی ہے کہ آپ وقتاً فوقتاً اپنے کلام سے ناظرین الفضل کو محظوظ فرماتے رہینگے ؛

(ایڈیٹر)

خدا کی قسم مسیح موعودؑ نبی اللہ تھا

رسول کریم کی صداقت

کیا متعصب ہیٹن ٹی کنشری

اوف یونیورسل انفارمیشن کی تحریر کر قرآن جیکب اور نسطوری راہب کی مدد سے بنایا گیا ہے۔ اہل علم کی نظر میں کچھ وقعت رکھ سکتی ہے جبکہ وہ جیکب اور نسطوری فرقے کے عقائد کے خلاف ایسے دلائل دیکھتے ہیں جن سے نسطوریت اور عیسویت کا کچھ باقی نہیں رہتا پھر ہم کس طرح تسلیم کرلیں کہ قرآن کسی انسان کا کلام ہوگا جبکہ ایسی اخبار غیب اس کثرت سے پائے جاتے ہیں کہ دنیا میں کوئی الہامی کتاب اس امر میں اسکا مقابلہ کرہی نہیں سکتی خدا کے فعل یا قانون قدرت کا مؤید قول جب غلط نہیں قرار دیا جاسکتا تو قرآن جو اول سے آخر تک قانون قدرت ہے کیا چند جاہل متعصبوں کی عف عف سے انسانی کلام ہوسکتا ہے وہ شخص جو امی تھا جسنے بلند تر بلند مقام پر کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ میں تمام دنیا کیلئے ہر قوم اور ہر مذہب کے لئے استاد نبی یا رسول مقرر ہو کر آیا ہوں (انی رسول اللہ الیکم جمیعًا) حالانکہ میںنے دنیا کے کسی استاد سے کسی قسم کی تعلیم نہیں پائی (ماکنت تتلوا من قبلہ من کتاب ولا تخطہ بیمینک اذًا لارتاب المبطلون) کیا کسی نادان کے کہنے سے موسٰی اور عیسٰی کی طرح تعلیم پاکر مدعی ہونے والا کہلاسکتا ہے حالانکہ اس کے وقت کے بڑے بڑے اور اسکے لنگوٹیے اسکی آواز کے وقت اسکی آنکھوں کے سامنے سر تسلیم خم کرنے اور ان پڑھ ہو کر دنیا کے استاد ہونے کے دعوے پر کچھ نہیں بولتے اور اس طرح امی نبی کی رسالت کا دعویٰ ثابت ہو کر آنحضرت صلعم کو نبی اللہ نہ ثابت کرنے والوں کی کوششیں خاک میں ملجاتی ہیں کیا غلط خیالات کی اشاعت کرنے والے کبھی کامیاب ہوئے تا انکی تحریر اور تقریریں فش کبھی عقائد صحیحہ یا صداقت کو متزلزل کرسکے جب یہ نہیں اور یقینًا قیامت تک ایسا نہ ہوگا تو پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نبی حقیقی ہونے کے خلاف جو لوگ آواز اٹھا رہے ہیں وہ کیا ہیٹن اور سیل وغیرہ سے زیادہ کوششیں کررہے ہیں ہرگز نہیں۔ پھر جس قرآن اور خدا کی کامل کتاب نے آنحضرت صلعم کو خدا کا نبی ثابت کیا تھا وہی اور ٹھیک وہی حق اور باطل میں تمیز کرنے والی کتاب مسیح موعود علیہ السلام کو بھی نبی اللہ ثابت کرتی ہے مبارک وہ جو خدا کی آخری شریعت اور زندگی بخش جام احمد یعنے فیصلہ کرنے والی کلام الٰہی پر ایمان لاتے ہیں کیونکہ وہ ہرگز نہ مرینگے۔

جسمانی سلسلہ کا روحانی سلسلہ سے تعلق

روزمرہ کے واقعات ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں۔ دن کے بعد رات خزاں کے بعد بہار اور سردی کے بعد گرمی آتی ہے جسمانی سلسلہ کے قوانین یا سنت اللہ کو ہم لاتبدیل مانتے ہوئے کبھی ان کے خلاف کسی قول کو تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے۔ پس وہ لوگ جو قرآن کے متعلق خدا کی عادت اور اسکے قانون کو جانتے ہیں۔ وہ ان قوانین کو قانون قدرت کے خلاف نہیں پاتے اور اسی واسطے کہا جاتا ہے۔ کہ لاریب جسمانی سلسلہ روحانی سلسلہ سے کامل تعلق رکھتا ہے اور اسی سے اہل نظر پر ظاہر ہوجاتا ہے کہ القرآن خدا کی فعلی کتاب کی گائیڈ یا تفسیر ہے اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ خاک میں ملے ہوئے بیج کو سرسبز کرنے کے لئے آسمانی بارش کو حکم کرتا ہے وہ اسے عظیم الشان درخت بنانے کے لئے آسمان سے نازل ہوتی ہے۔ پھر کوئی ہاتھ اور کوئی طاقت اسکی ترقی کو روک نہیں سکتی۔ اسی طرح وہ بگڑی ہوئی اور مٹی ہوئی قوم پر بھی جس میں کچھ بھی ایمان کی علامت یا روحانی زندگی کی روح باقی ہو ہمیشہ سے اپنا فضل نازل کرتا رہا ہے اور جب کبھی دنیا میں بے دینی اور فسق و فجور ترقی کرجاتا رہا اور جب قومیں تباہ ہونے کے قریب پہنچ جاتی رہیں تب ہی ان کی دستگیری کی جاتی رہی ہے اور ان پہ روحانی بارشیں (انبیاء کا مبعوث ہونا) نازل فرماکر اللہ تعالیٰ نے ان کو ترقی دی ہے یہ اسکا وہ قانون ہے جس سے آجتک کسی مذہب نے انکار نہیں کیا۔ ہندو بھی مانتے ہیں کہ جب دنیا میں دھرم کی ہانی ہوتی ہے اور ادھرم پھیلجاتا ہے تب خدا کے اوتار نازل ہوتے ہیں یہودیوں عیسائیوں اور مسلمانوں کا بھی یہی عقیدہ ہے۔

کسی قوم کی فضیلت کی وجہ

غرض جس طرح زمین کی رونق اور فضیلت سرسبزی سے ہے اور یہ بغیر بارش کے نہیں ہوتی۔ اسی طرح ملک اور قوم کی فضیلت کا سبب ہمیشہ انبیاء کا ہی گروہ رہا ہے شام اور عرب کا علاقہ خصوصًا بیت المقدس مکہ اور مدینہ یہود عیسائی اور مسلمانوں کے نزدیک کیوں متبرک اور کیوں دیگر علاقوں سے زیادہ افضل ہیں اسواسطے کہ اس علاقہ میں کثرت سے انبیاء کا گروہ مبعوث ہوا ہے یوں تو ہر ایک علاقہ اور قوم میں اللہ تعالےٰ نے اسلام سے پہلے نبی مبعوث کئے جو ضرورت حقہ پر نازل ہوئے تھے اور اس وقت قوموں اور ملکوں کی ترقی اور فضیلت کا باعث ہوتے ہیں جبکہ قومیں اور ملک کے لوگ آگ کے گڑھے کے قریب پہنچ چکے تھے۔ مگر جس کثرت سے اللہ تعالےٰ نے علاقہ شام اور قوم بنی اسرائیل میں نبیوں کا گروہ نازل کیا کسی اور علاقہ اور قوم میں اسکی مثال مشکل سے ملے گی اور اسمیں کیا شک ہے کہ ملک شام اور قوم بنی اسرائیل کی فضیلت کا ذریعہ بھی انبیاء کا گروہ ہوا جیساکہ اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے یٰبنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم وانی فضلتکم علی العٰلمین یعنے اے قوم بنی اسرائیل میری اس نعمت کو یاد کرو جس کی وجہ سے تمہیں دیگر اقوام اور ممالک پر تمکو فضیلت دی تھی۔ قرآن شریف کے دیگر مقام سے اس نعمت کا بھی پتہ ملتا ہے جس کو یاد دلایا گیا اور جو باعث فضیلت قوم بنی اسرائیل ہوئے جیساکہ فرمایا واذ قال موسٰی لقومہ یٰقوم اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکًا واٰتٰکم مالم یؤت احدًا من العٰلمین۔ اور جب موسٰی نے اپنی قوم کو کہا کہ اے قوم اللہ تعالےٰ کی وہ نعمت یاد رکھو اور وہ یہ کہ اسنے تمہاری قوم میں انبیاء کو مبعوث کیا اور تمکو بادشاہت دی اور اس طرح تمکو وہ کچھ عطا فرمایا کہ دنیا کی اقوام اور ممالک اس نعمت میں تمہارا مقابلہ نہیں کرسکتے اسجگہ جعلکم ملوکًا اور اٰتٰکم مالم یؤت احدًا من العٰلمین کے علاوہ جعل فیکم انبیاء کو نعمت اول کا درجہ قرار دیا گیا ہے اور یہی وہ نعمت ہے جس کو اللہ تعالےٰ نے یاد دلاکر فضیلت قوم بنی اسرائیل کا باعث بتاتے ہوئے آنحضرت صلعم کی نبوت پر ایمان لانے کی تحریک کی ہے۔ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ ہمیشہ سے ہر ملک اور ہر جگہ وہ قوم دیگر اقوام سے بلحاظ نسب کے بھی افضل رہی ہے جو نبیوں کی اولاد اور انکی یادگار کہلاتی رہی پس جس طرح وہ ملک مرجع خلائق اور دیگر علاقوں سے زیادہ افضل قرار دیا گیا ہے جسمیں نبی نازل ہوتے رہے اسی طرح وہ قوم بھی ممتاز اور شریف قوم کہلائی جس کی طرف نبی آئے اور اس قوم نے انہیں تسلیم کرلیا ہندوستان کا یہود اور عیسائی بیت المقدس اور علاقہ شام اور

مسلمان مکہ اور مدینہ اور ملک عرب کو بزرگی دیتے ہیں وہ علاقے نبیوں ہی کی وجہ سے افضل ہوئے ورنہ اگر اسجگہ نبی نہ آتے اور کسی اور جگہ نازل ہوئے ہوتے تو جہاں وہ مکین ہوتے وہی مقام بزرگ اور متبرک کہلاتا۔ مذکورہ بالا آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ فضیلت کی بڑی وجہ جعل فیکم انبیاء ہے جسکو اللہ تعالےٰ نے نعمت فرمایا ہے اور اسکی تائید صحیفہ قدرت بھی کرتا ہے ان آیات اور اسی قسم کی دیگر آیات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ خدا کا ہمیشہ سے یہ قانون رہا ہے کہ جب ایک قوم میں نبی آیا تو اس نبی کو ماننے اور اسکی اتباع کرنے کی برکت سے ماننے والی قوم اور ملک کو اللہ تعالےٰ نے دوسری اقوام اور ممالک سے افضل اور ممتاز قرار دیا۔

فضیلت کے نہ رہنے کی وجہ

پھر جب وہ قوم کچھ مدت کے بعد بگڑ گئی تو پھر خدا نے دوسرے نبی کو مقرر کیا۔ پھر جن لوگوں نے اسے قبول کیا وہ دوسرے نہ ماننے والوں سے افضل ٹھہرے اسی طرح سلسلہ در سلسلہ قوموں کا عروج و زوال ہوتا رہا یہی وجہ ہے کہ بنی اسرائیل جب تک نبیوں کو مانتے رہے اسوقت تک برابر ترقی کرتے رہے جعلکم ملوکا کے مخاطب بھی بنتے رہے۔ مگر جب انہوں نے نبیوں کا انکار کیا تو پھر خدا نے بھی انکی تائید چھوڑ دی اور اس طرح ان سے وہ فضیلت چھین لی گئی جس کی وجہ سے وہ ممتاز ہو رہی تھی حضرت مسیح ابن مریم سے پیشتر اگرچہ وہ اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے ذلیل اور مغضوب ہونے کے قابل ہو چکے تھے۔ مگر پلاطوس کے دربار میں حضرت مسیح کے مقابلہ پر ان کا زور شور اتنی مٹی ہوئی حالت میں بھی ان کے ترک و احتشام کا کسی قدر پتہ دیتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ جب تک وہ نبیوں کو مانتے رہے اسوقت تک ترقی کرتے رہے اور دنیا کی مہذب اور اعلیٰ درجہ کی اقوام کی طرح انکے کام میں انتظام ان کے اخلاق میں تہذیب ان کی گفتگو میں اثر ان کے طریق میں شرافت اور انکی حرکت سے دینداری کی خوشبو آتی تھی۔ مگر جب انہوں نے خدا کے فرستادوں کی پرواہ نہ کر کے ان کو دکھ دینا شروع کیا اور اس طرح ان کے منکر ہو کر خدا کو ناراض کر دیا۔ تو وہ تمام اثرات جو رذیل اقوام میں ہونے لازمی ہیں۔ شرافت و تہذیب کی جگہ انمیں آ گئے اور پھر آج وہ ہماری آنکھوں کے سامنے جس حیثیت سے موجود ہیں۔ وہ اہل دل کے لئے عبرت کا مقام ہے پھر انکی جگہ حضرت مسیح کے ماننے والی قوم نے لی دنیا کو معلوم ہے کہ چند حواری جو مچھلی پکڑنے والے اور محصول لینے والے تھے۔ وہ ایک کثیر حصہ دنیا کے پیشوا قرار دئے گئے ہیں مگر جب اس قوم نے بھی انکار کیا اور آنحضرت صلعم سے منہ پھیر لیا تو خدا نے انکی نسبت بھی ضالین کا فتویٰ دیدیا۔

کسی نبی کو قبول کرنے والی قوم کی حالت

مگر جن اولئک کالانعام کے مصداق لوگوں نے آنحضرت صلعم کو قبول کیا تھا۔ وہ نہ صرف روحانی طور پر ہی بادشاہ بنے بلکہ جعلکم ملوکا کے ایسے مصداق بنے کہ بنی اسرائیل کا ملک اور انکی تہذیب اور تمدن ان کے ممالک تہذیب اور تمدن کے سامنے کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتے ہیں تو ہیں جانتی ہیں کہ تواریخ عالم اور جغرافیہ کی حدود ایک طرف چین اور دوسری طرف پیرینیز کی چوٹیوں کو گواہ پیش کر رہی ہیں۔ انکی ترقی ایک اعجاز تھا اور جو فضیلت انکو حاصل ہوئی بنی اسرائیل قوم اسکے پاسنگ میں بھی نہیں آ سکتی۔ یہ سب کچھ ہو کر بھی جو کچھ ہوا۔ وہ اس عظیم الشان ترقی اور بزرگی کا تتمہ تھا جو اسلام کے لئے مقدر تھی اور جس کا وقت آ چکا ہے اور جو دنیا کے سامنے آسمان دنیا پر بادل کی طرح پھیلجانے والی ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ امر جو آنحضرت صلعم کے صحابیوں کی فضیلت اور ترقی کا باعث ہوا اللہ تعالےٰ نے نہ چاہا کہ انہیں کے لئے مخصوص کرے۔ بلکہ اس نعمت کو آنے والے دوسروں کیلئے بھی مقرر کر دیا جو صحابہ کے مثیل ہوں اور جس کا وقت مسیح موعود کا وقت ہے۔ حاصل کلام یہ کہ اللہ تعالےٰ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ جس قوم میں انبیاء مبعوث ہوئے اور اس قوم نے ان کو تسلیم کر کے انکی اتباع شروع کر دی وہ قوم دیگر اقوام سے افضل اور برتر ہو گئی۔ مسلمانوں کے علاوہ بنی اسرائیل اور اسکی آل پر ابراہیم جیسے صادق کی آل کو فضیلت حاصل ہوئی ہے اسی طرح کرشن اور ان کی آل کو شرف ملا پر اور بدھ کو اسکے ظالمو پر بزرگی ملی ہے تواریخ عالم اس امر کی گواہ ہے کہ جعل فیکم انبیاء خدا کی نعمتوں میں سے ایک ایسی نعمت ہے جو اللہ تعالےٰ ایسی قوم کے حصے میں کر دیتا ہے جس کو وہ ترقی دینا چاہتا ہے پس وہ قوم اسکو مانتی اور اسپر ایمان لا کر اسکی اتباع میں فنا ہو جاتی ہے

آنحضرت صلعم کے بعد نبی

وہ قوم جو قرآن پر ایمان لا کر اس کو کامل کتاب یقین کرتی ہے وہ ہرگز یہ نہیں کہہ سکتی کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔ کیونکہ وہ جانتی ہے کہ خیر الامم کنتم خیر امۃ کی مخاطب قوم بنی اسرائیل سے کہیں زیادہ اس امر کی مستحق ہے کہ جعل فیکم انبیاء کی نعمت اسپر پوری کی جاوے کیونکہ یہی نعمت فضیلت کا باعث ہے اور اسی کی وجہ سے جعلکم ملوکا اور اتٰکم مالم یؤت احدا من العٰلمین کی مخاطب کوئی قوم ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی اس امت میں نہیں آ سکتا اور جعل فیکم انبیاء کی مخاطب یہ قوم نہیں ہو سکتی اور یہ نعمت ہمیشہ کے لئے اس سے اسی طرح چھین لی گئی ہے جس طرح بنی اسرائیل سے تو پھر اسکا کوئی حق نہیں کہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی پر فخر کرے بلکہ پھر اسکو لازم ہے کہ قرآن سے اس آیت کو نکال دے تا اس امر کا ثبوت مانگنے والوں کے سامنے اس کو شرمندگی حاصل نہ ہو۔ کسقدر حیرانی کا مقام ہوگا کہ اللہ تعالیٰ تو اتممت علیکم نعمتی فرما رہا ہو (علیکم کے مخاطب صحابہ اور ان کے مثیل ہیں اور انہیں کے لئے ترقی مقدر ہے) اور نعمت بھی اسنے بتا دی ہو کہ جعل فیکم انبیاء ہے۔ لیکن کوئی اسکے خلاف آواز اٹھائے اور علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے یہ معنے کرے کہ نبی اگر ہونگے تو بناوٹی نقلی اور جعلی اور نقالین کے شیر کی مثل۔ افسوس ایسے لوگوں کی سمجھ پر اور صد واویلا ان کی عقل پر یہ نہیں سمجھتے کہ کسی ایسے نبی کے مبعوث کرنے اور ماننے سے ہی کیا حاصل ہے

تصویر شیر سے نہ ڈرے کوئی گوسپند
نے مار مردہ سے ہے کچھ اندیشہ گزند

کیا ہمیں کوئی بتا سکتا ہے کہ بنی اسرائیل پر امت محمد صلعم کو اس صورت میں کیا فضیلت ہو سکتی ہے جبکہ بنی اسرائیل میں اگر جعل فیکم انبیاء ہو تو اسکے یہ معنے کئے جاویں کہ وہ حقیقی نبی تھے اور نبوت کے معنوں کی رو سے ان کو نبی حقیقی کہا جا سکتا تھا مگر یہی جعل فیکم انبیاء کی نعمت آنحضرت صلعم کی امت پر پوری ہو تو اسکے معنے نقلی اور جعلی نبی کے ہوں۔ نادان ہے وہ جو قرآن کی منشا کے خلاف کہتا ہے کہ امت محمد صلعم میں

نبی نہ ہونگے یا اگر ہونگے تو برائے نام اور جعلی یا بناوٹی ہونگے

حضرت مسیح موعود کی نبوت

بیشک جن معنوں کے سچے خدا نے آنحضرت صلعم سے وعدہ کیا تھا کہ تیرے خلفاء موسیٰ کے خلفاء کی طرح ہونگے اسی نے آنحضرت صلعم کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی مقرر کرکے اتممت علیکم کا ثبوت دیا ہے اور پھر نبی بھی ایسا کہ اگرچہ وہ آنحضرت صلعم کا غلام ہے۔ مگر بنی اسرائیل کے بہت سے انبیاء سے افضل اور اعلیٰ اور اس کو جو نعمت ملی ہے وہ بنی اسرائیل کے ایک نبی کو بھی میسر نہیں ہوئی۔ ان نادانوں سے کوئی پوچھے کہ کیا تم خدا سے زیادہ جانتے ہو جبکہ وہ اتممت علیکم نعمتی فرماتا ہے اور نعمت کو جعل فیکم انبیاء کہہ رہا ہے پس جب نبیوں کے مبعوث کرنے والی نعمت امت محمد صلعم میں بھی بعد آنحضرت صلعم لگاتار رہے گی اور اسی کی وجہ سے ذلیل اور گری ہوئی قوم ترقی اور بزرگی حاصل کرسکے گی تو پھر تم کس طرح کہتے ہو کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔ اگر کسی کو خاتم النبیین اور لانبی بعدی کے لفظ سے کچھ شبہ پیدا ہوتا ہے تو وہ اتممت علیکم نعمتی کو کیوں اسکے ساتھ شامل کرکے صحیح معنے نہیں کر لیتا جبکہ اتممت علیکم نعمتی سے عیاں ہے کہ نبی آتے رہینگے اور آنحضرت صلعم کے بعد یہ سلسلہ خیر الامم میں ختم نہ ہوگا بلکہ اسی طرح جاری رہے گا جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد جاری رہا۔ اور یہ خدا کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے جس کا امت محمد صلعم پر بھی پورا ہونا ضروری ہے تو پھر خاتم النبیین اور لانبی بعدی میں کیوں ٹھوکر لگی۔ اب دیکھو ایک طرف تو خاتم النبیین اور لانبی بعدی ہے اور دوسری طرف اتممت علیکم نعمتی۔ اب ان دونوں کے معنے ایسے کرو کہ اختلاف نہ ہو کیونکہ قرآن میں اختلاف محال ہے لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا۔ پس دونوں کو ملا کر یہ معنے کرنے ضروری ہونگے کہ خاتم النبیین کے معنے نبیوں پر مہر کرنیوالا یعنی ہر نبی آپ ہی کی تصدیق اور مہر سے نبی ثابت ہوگا۔ خواہ وہ اولین میں سے ہو۔ یا آخرین میں سے اور اس میں کیا شک ہے کہ تمام انبیاء موسیٰ ہوں یا عیسےٰ آپ ہی کی تصدیق یا مہر سے نبی ثابت ہونگے ورنہ توریت اور انجیل اسوقت ہمارے سامنے اس قسم کے امور پیش کررہی ہیں کہ جن سے ان کی نبوت کا ثابت کرنا بہت ہی مشکل ہے عقلی دلائل قرآن کے سوا کسی کتاب نے پیش نہیں کئے یہی وجہ ہے کہ جو لوگ عقل کو اپنا رہنما مقرر کئے ہوئے ہیں ان پر توریت اور انجیل کی بنا پر انکی نبوت مشتبہ ہے اور یا یہ معنے کرلو کہ شرعی نبیوں کا خاتم اور یہی معنے لانبی بعدی کے ہیں بیشک آنحضرت صلعم کے بعد قیامت تک کوئی نئی شریعت لانے والا نبی نہ ہوگا مگر ایسا نبی کہ جو اس شریعت کو منسوخ نہ کرے اور آنحضرت صلعم کا تابعدار غلام ہو مبعوث ہونے کے حضرت امام بخاری صاحب مجمع البحار اور دیگر اکابر محدثین بھی قائل ہیں پس اگر خاتم النبیین اور لانبی بعدی کے معنے مذکورہ بالا معنے کے خلاف کرکے یہ عقیدہ رکھا جاوے کہ بعد آنحضرت صلعم کوئی نبی نہ آئیگا تو ایسے معنے آیت اتممت علیکم کے خلاف ہونگے اور یہی وہ نعمت ہے جس سے امت محمد صلعم خیر الامم ہے پس ثابت ہے کہ امت مرحومہ میں انبیاء مبعوث ہوتے رہینگے یہی وجہ ہے کہ ہم حضرت مرزا صاحب کو نبوت کے معنے کے لحاظ سے حقیقی نبی یقین کرتے ہیں اور آپ کے بعد بھی اللہ تعالےٰ ضرورت کے موقعوں پر نبی مبعوث فرماتا رہیگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے دلائل میں سے یہ بھی ایک دلیل ہے کہ آپ نے نبی اللہ کا دعویٰ کرکے اتممت علیکم نعمتی کا ثبوت دیا اور اگر آپ یہ دعویٰ نہ کرتے تو ہمارے پاس اتمام نعمت کا کوئی ثبوت نہ تھا

آنحضرت صلعم اور مسیح موعود کے درمیان کیوں کوئی نبی نہ آیا

یہ سوال کیا گیا جو آپ سے پہلے مجدد آئے نبی نہ کہلائے میرے خیال میں جو اسکا جواب ہے وہ بھی ہدایت کا موجب ہوسکتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ سے پہلے جسقدر مجدد ہوئے انمیں سے کسی نے ایسا زمانہ نہ پایا جسمیں تمام ادیان پر دین اسلام کو غالب کرکے دکھلایا جاتا۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ انمیں سے ایک بھی ایسا نہ ہوا جسنے دنیا کے تمام مذاہب کو تبلیغ کی ہو یا کم از کم تمام مذاہب کے مقابلہ پر عقلی اور نقلی دلائل سے دین الحق کو غالب کرکے دکھلا دیا ہو۔ میرے دوستو! جاؤ۔ اور ہر ایک مجدد کے ملفوظات کو دیکھو اور خوب غور سے دیکھو تم کو یقین ہو جائیگا کہ انکی تبلیغ خاص قوم اور خاص علاقہ تک ہی محدود رہی۔ اور انمیں سے ایک بھی آنحضرت صلعم کا کامل ظل نہ تھا اگر ہوتا تو انی رسول اللہ الیکم جمیعاً کے ماتحت اسکی تبلیغ بھی تمام اقوام اور ممالک اور مذاہب کے لئے ہوتی مگر ایسا نہ ہوا۔ اس واسطے کہ اس سے پہلے کبھی بھی دنیا پر ایسا زمانہ نہ آیا تھا جیسا کہ اب موجود ہے اور تبلیغ کے وہ ذرائع میسر نہ تھے جن کے ذریعہ تبلیغ دنیا کے کناروں تک پہنچنے کی امید ہوسکتی ہے اسواسطے خدا نے نہ چاہا کہ آنحضرت صلعم بروزی رنگ میں چودہویں صدی سے پیشتر نازل ہوں کیونکہ جو فساد عظیم اور دجل کامل تیرہویں صدی تک دنیا میں پھیلانے والا تھا اسکا زمانہ ابتدا سے ہی تیرھویں صدی مقرر تھا یہی وہ فساد تھا جس سے انبیاء اور مرسلین ڈراتے آئے اور جس سے قرآن کریم نے بھی خوف نہیں دلایا تھا بلکہ توریت اور انجیل اور صحف انبیاء اسی کی طرف اشارہ کررہے تھے پس نہ تو یہ ممکن تھا کہ اس زمانہ سے پیشتر یہ فساد عظیم دنیا میں پھیلتا۔ اور نہ یہ کہ اس زمانہ سے پیشتر دنیا میں آنحضرت صلعم بروزی رنگ میں انی رسول اللہ الیکم جمیعاً کے ماتحت تمام ادیان پر اسلام غالب کرکے دکھاتے۔ یہی وجہ ہے کہ اس زمانہ سے پیشتر جو مجدد یا امام ہوئے وہ بوجہ کامل مظہر آنحضرت صلعم نہ ہونے کے نبی کے نام سے نہیں پکارے گئے نہ کثرت سے ان سے مکالمہ مخاطبہ ہوا۔ نہ انکا نام خدا نے نبی رکھا اور نہ آنحضرت صلعم نے انکو سلام کہنے کی تاکید فرمائی۔

حضرت مسیح موعودؑ نبی ہیں

اگر وہ شخص جو اس صدی کے سر پر کھڑا کیا گیا اسکے لئے ضروری تھا کہ وہ نبی کا خطاب پاتا کیونکہ اسکے لئے وہ زمانہ موجود تھا جسکی خبر نبیوں نے دی تھی اور جس کے مبعوث ہونے کے واسطے انہوں نے کچھ علامات مقرر فرمائی تھیں جو تمام کی تمام پوری ہوئیں اسی نے دنیا کے کناروں تک انی رسول اللہ الیکم جمیعاً کے ماتحت تبلیغ کرنی تھی کیونکہ تبلیغ کے وہ ذریعے موجود تھے جن سے یہ کام بآسانی تمام ہوسکتا وہی اس قابل تھا کہ ادیان باطلہ پر دین الحق کو غالب کرکے دکھلاتے کیونکہ ہر قسم کے معترض اور مذاہب غیر کے حامی دین الحق کو مٹانے کی کوشش میں بڑے زور شور سے حملے کررہے تھے پس اے اسکی نبوت میں شک لانے والو! انکو خدا کی قسم کیا تم سچ سچ بتاؤ گے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عموماً دیگر کتب اور خصوصاً براہین احمدیہ سے پیشتر بھی کوئی

ان کتب کی مثل قرآن اور آنحضرت صلعم کی صداقت کے دلائل میں دنیا میں کبھی پائی گئی۔ یا کسی نے تحریر کی یا اب تم بتا سکتے ہو کہ کوئی ان کے مقابلہ میں لکھنے والا موجود ہے انصاف سے کام لو۔ اور یوں ہی قوم اور مذہب کی جھوٹی حمایت مت کرو۔ قوم سے مت ڈرو خدا سے ڈرو+ آخر اس کی طرف ہی رحلت ہے۔ جاؤ محمد حسین بٹالوی سے دریافت کرو جس نے براہین احمدیہ پر ریویو لکھتے وقت کہا تھا کہ تیرہ سو برس میں ایسا شخص پیدا نہیں ہوا پھر عبداللہ عمادی صاحب سے پوچھنا چاہئے۔ جنکا یہ عربی زبان کے ام السنہ ہونے کے دلائل پر لکھا گیا ہے اسی طرح پھر ثناء اللہ مہر علیشاہ گولڑی اور جناب حائری صاحب اور دیگر عرب اور عجم کے مولویوں سے پوچھو۔ جو اعجاز احمدی اور دیگر کتب عربی کے مقابلہ پر لکھنے میں عاجز ہوئے پھر وہاں سے ہوتے ہوئے لیکھرام اور عبداللہ آتھم اور دیگر مذاہب کے مٹے ہوئے حامیوں سے پوچھتے جانا وہ تمام کے تمام کہیں منہ سے جھاگ نکالتے ہوئے کہیں گالیاں دیتے ہوئے کہیں ایسی حرکات ظاہر کرتے ہوئے جو بدترین خلائق انسانوں میں پائی جاتی ہیں۔ اور کہیں استہزاء سے کام لیتے ہوئے تمکو اپنی عاجزی کا پتہ دینگے اور صرف یہی نہیں بلکہ ان کا ہر حرکت مسیح موعود علیہ السلام کے نبی اللہ ہونے کے ثبوت میں پیش کیجا سکیگی۔ پس جس مجدد و امام مسیح مہدی اوتار اور نبی اللہ نے اسلام کو لیظہرہ علی الدین کلہ کیا ہے وہ خدا کی قسم ضرور رسول اور نبی تھا اور یہی معنے اتممت علیکم نعمتی کے تھے کہ میں حضرت پر محمد رسول اللہ کا غلام بار دیگر محمدؐ پیدا ہو۔ اور دنیا پر اسلام کو غالب کر کے اسلام ہاں پھر اسلام کو زمین کے کناروں تک پہنچا دے اور ثابت کر دے کہ وہ نعمت جو بنی اسرائیل میں جعل فیکم انبیاء کی اللہ تعالے نے مقرر کی تھی وہ اس ہمیشہ کے لئے چھین کر امت محمد رسول اللہ کو عطا کر دیگئی ہے اور دنیا پر اعلان کر دے کہ کوئی قوم اور کوئی مذہب ترقی نہیں کر سکتا۔ الا وہ جو قرآن پاک کی تعلیم پر عمل کر کے دکھاوے چونکہ انی رسول اللہ الیکم جمیعا میں جو دعویٰ تھا وہ لیظہرہ علی الدین کلہ کے وقت پورا ہونا تھا۔ .. .. .. اسواسطے اللہ تعالے نے فرمایا احسن من تقدمہم یعنے بعثت آنحضرت صلعم پھر بروزی رنگ میں آخری زمانہ میں دوبارہ ہو گی اور وہ آنحضرت صلعم کے صفاتی نام احمد کے ذریعہ سے کیجائیگی کیونکہ یہ جمالی ہوگا اور اس طرح آنحضرت صلعم کی نبوت آنحضرت صلعم کے پاس ہی رہے گی۔ .. .. الغرض جس کی ضرورت تھی اس سے کثرت سے مکالمہ مخاطبہ الہیہ ہوا۔ اسکا نام خدا نے نبی رکھا اسکو محمد رسول اللہ صلعم نے نبی کہا اسکو اتممت علیکم نعمتی نبی کہہ رہی ہے اسکو اسکا کام نبی کہہ رہا ہے اسمیں جو اخلاق تھے وہ اسکو نبی بتاتے ہیں۔ اسکو جو واقعات پیش آئے وہ تمام اسکو نبوت کا درجہ دے رہے ہیں اسکو یہ زمانہ بوجہ نبوت کی ضرورت بتا کر اس کو نبی قرار دیتا ہے وہ ساتویں ہزار کے سر پر مبعوث ہوا۔ جو نبی اللہ کے لئے مخصوص ہے پس میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ

"خدا کی قسم مسیح موعود ع نبی اللہ ہے"

راقم

حکیم احمد حسین احمد المشہور دہلی والا برہان پور

ثواب کے لئے اچھی موقعہ ہے

الفضل کی گذشتہ اشاعت میں صدر انجمن کی ماہوار رپورٹ شائع کی گئی تھی اسمیں مہمانخانہ میں ایک چھوٹے کوئیں کی تحریک تھی۔ سابقون بالخیرات کے مصداق احباب میں سے قاضی سید غلام حسین صاحب نے سب سے پہلے اپنی اہلیہ کی طرف سے اس کنوئیں کے اخراجات کو منظور کیا اسکے بعد کرمی بابو اعجاز حسین صاحب نے بھی اپنی طرف سے اسکا اخراجات کو منظور فرمایا ہے اللہ تعالے ان معطیوں کو جزائے خیر دے اور انکے اموال میں برکت دے اور اس صدقہ جاریہ کے لئے انہیں صدقات عالیہ کا مستحق بنائے آمین۔

میں اس اطلاع کے ساتھ شائع کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ابھی اسکے متعلق ضروریات باقی ہیں کنوئیں کے بنانے سے وضو خانہ اور غسل خانہ وغیرہ کی ضروریات کی تکمیل رہ جاتی ہے اور سردیوں کے لئے گرم پانی مہیا کرنے کے لئے ایک حمام بھی بننا ضروری ہے اسوقت چونکہ احباب کو توجہ ہے اسلئے میں انہیں توجہ دلاتا ہوں کہ کم از کم تین اور بزرگ اسی مد کے لئے کھڑے ہو جاویں تو تکمیل ہو جاوے کام انشاء اللہ بہت جلد شروع کر دیا جاویگا اور اللہ تعالےٰ نے سمجھا تو اپریل ۱۹۱۷ء کی رپورٹ میں اسکی تکمیل کی بشارت دیجائیگی میرا خیال ہے کہ ان بزرگوں کے نام بھی چھپوائے جائینگے تاکہ دوسروں کو دعا کی تحریک ہوتی رہے احباب جلد توجہ فرماویں۔ میں ایڈیٹر الفضل کا بھی شکرگذار ہوں کہ ان کے ذریعہ انجمن کو اپنے مقصد میں آسانی ہوئی جزاہم اللہ احسن الجزا

خاکسار یعقوب علی اسسٹنٹ سکرٹری صدر انجمن احمدیہ

ضمیمہ اخبار الفضل کے متعلق اطلاع

مستورات کے متعلق جو ضمیمہ شائع کرنے کے لئے اخبار الفضل میں اعلان ہو چکا ہے۔ اور جس کا ایک نمبر بطور نمونہ کے شائع بھی ہو چکا ہے اسکا کوئی اور نمبر شائع کرنے میں اسلئے دیر ہے۔ کہ خریداروں کا پتہ لگجائے کہ کس قدر احباب اسکے خریدار بننا چاہتے ہیں جب اندازہ ہو جائے گا تو پھر متواتر نمبر نکلنے شروع ہونگے کاغذ وغیرہ کی گرانی کی وجہ سے بغیر اندازہ کئے زیادہ تعداد میں ضمیمہ شائع نہیں کیا جاسکتا اسلئے دوست جلدی خریداری کی اطلاع دیں تاکہ ضمیمہ باقاعدہ شائع ہونا شروع ہو جاوے۔

اطلاع

تمام والدین و سرپرستان طلباء کی خدمت میں عرض ہے کہ اپنے بچوں کو ۱۵ اپریل تک ضرور روانہ فرمادیں تاکہ ان کی تعلیم کا ہرج نہ ہو اور جن احباب کو اپنے بچے داخل کرنے منظور ہوں وہ بھی ۱۵ اپریل تک اپنے بچوں کو یہاں پہنچا دیں۔ کیونکہ اس تاریخ کے بعد داخلے کے لئے سخت مشکلات ہیں عام طور سے سکولوں میں داخلہ بند ہو جاتا ہے اور انسپکٹروں کی طرف سے قطعاً بندش ہے امید ہے والدین اور سرپرستان توجہ فرمائینگے۔ (یکم اپریل ۱۹۱۷ء)

خاکسار محمد الدین ہیڈماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان

الفضل خریداران الفضل کے نام جو ہندوستان سے باہر رہتے ہیں

الفضل کے جو خریدار افریقہ یا یورپ اور مقامات میں ہندوستان سے باہر رہتے ہیں جہاں وی پی نہیں جاسکتا۔ یا جن کی خدمات میدان جنگ سے متعلق ہیں انہیں سے کئی دوستوں کا چندہ سالانہ ختم ہو چکا ہے مہربانی فرما کر وہ خود ہی چندہ بھیجدیں قاعدے کے مطابق اخبار بند کر دینا چاہئے تھا مگر محض اسلئے کہ انہیں مسافرت

[illegible] الفضل قادیان